ISSN:3007-3324 (P) Tashkeel-e-Jadeed Volume:3, Issue:2, January to June 2026
ISSN-3007-3316 (E) Email: tashkeele.jadeed@aiou.edu.pk

☆ڈاکٹر یاسمین کوثر

بر صغیر میں اردو کے ادبی رسائل اور اقبال شناسی کا سفر

A Journey of Urdu Literary Journals and Iqbal Studies in the Subcontinent

Abstract: *Literary magazines and journals have always played an important role in the development and advancement of Urdu language and literature. Because literary magazines act as an effective and active force in the intellectual development and training of the people. The first Urdu-language newspaper, "Jam-e-Jahan Nama", was published in Calcutta on 16 May 1822 in Persian. But soon after, from May 1823, "Jam-e-Jahan Nama" became a Bilingual newspaper, and now an Urdu supplement was also added along with Persian. The foundation stone of Urdu journalism in North India was laid in 1837. Maulvi Muhammad Baqir laid its foundation with "Delhi Urdu Akhbar". Sir Syed Ahmad Khan's brother Syed Muhammad Khan launched the weekly "Sayed-ul-Akhbar" from Delhi in 1837. Master Ram Chandra, a professor of Delhi College, launched the fortnightly newspaper "Fawaid-ul-Nazrin" from Delhi in 1845. (11) Master Ram Chandra published another magazine "Khair khawah-e-Hind" from Delhi in 1847, but in November 1847 the name of this magazine was changed to "Mohab-e-Hind", because another magazine with the same name was being published from Mirzapur. At the beginning of the twentieth century, Allama Iqbal shone as a bright star in the sky of the Urdu language. He started his poetic career with Sheikh Abdul Qadir's magazine "Makhzan". Before that, a few of his ghazals appeared in a few magazines. As Allama Iqbal's popularity started to increase, the editors of other magazines also considered it a great privilege to publish Iqbal's writings. By 1905, Allama Iqbal's popularity among the public had two major platforms. One was the meetings of the Anjuman Himayat-e-Islam and the other was the publication of Iqbal's poetry in "Makhzan". Apart from these, Iqbal's poetry began to be published in other magazines such as "Ma'arif", "Sufi", "Zamana" (Kanpur), "Tamadan" (Delhi), "Zaban", "Vakil", "Urdu-e-Mu'alla", etc.*

Key Words: *Allama Iqbal, Poetry, Urdu Journals, Magazine, Iqbal studies, Urdu Newspaper*

بر صغیر کے ادبی رسائل نے نہ صرف اردو ادب کو فروغ دیا بلکہ علامہ محمد اقبال جیسے مفکر کی فکر کو عام کرنے میں بھی بنیادی کردار ادا کیا۔ اقبال شناسی دراصل

☆ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو، صدر اقبال چیئر، یونیورسٹی آف سیال کوٹ Email:yasmin.imranb@gmail.com

انہی رسائل، جامعات اور علمی اداروں کی مشترکہ کاوشوں کا نتیجہ ہے، جس نے فکرِ اقبال کو نہ صرف سمجھنے میں مدد دی بلکہ نئے سوالات بھی اٹھائے گئے، جس سے اقبال شناسی ایک مستقل شعبہ علم کی صورت اختیار کر گئی۔ اسی لیے آج بھی اقبالیات جامعاتی سطح پر نہ صرف پڑھائی جارہی ہے بلکہ اس کے مختلف عمیق پہلوؤں پر تحقیق و تدوین کا طویل سلسلہ جاری وساری ہے۔ بیچلر سے ایم فل اور پی ایچ ڈی سطح کی تحقیق مختلف بین الاقوامی زبانوں میں ہو رہی ہے۔

برصغیر میں مطبوعہ صحافت کا آغاز تو ۱۷۸۰ء میں جیمس آگسٹس ہکی (James Augustus Hicky) کے بنگال "گزٹ" یا "کلکتہ جنرل ایڈوائزر" سے ہوا۔ اس اخبار کو عام طور پر ہکی گزٹ بھی کہا جاتا ہے۔ (۱) اُردو زبان کا پہلا اخبار "جام جہاں نما" کلکتہ ۱۶ مئی ۱۸۲۲ء کو فارسی میں شائع ہوا(۲) لیکن جلد ہی مئی ۱۸۲۳ء سے "جام جہاں نما" ذولسانی اخبار بن گیا، اوراب فارسی کے ساتھ اردو ضمیمے کا بھی اضافہ کر دیا گیا۔ (۳) شمالی ہند میں اردو صحافت کا سنگِ بنیاد ۱۸۳۷ء کو رکھا گیا۔ (۴) مولوی محمد باقر نے "دہلی اردو اخبار" سے اس کی بنیاد رکھی۔ (۵) سرسید احمد خان کے بھائی سید محمد خان نے ۱۸۳۷ء میں دہلی سے ہفت روزہ "سید الاخبار" جاری کیا۔ (۶) دہلی کالج کے اُستاد ماسٹر رام چندر نے ۱۸۴۵ء میں دہلی سے پندرہ روزہ اخبار "فوائد الناظرین" شائع کیا۔ (۷) ماسٹر رام چندر نے دہلی سے ۱۸۴۷ء میں ایک اور رسالہ "خیر خواہ ہند" جاری کیا، لیکن نومبر ۱۸۴۷ء میں اس رسالے کا نام تبدیل کر کے "محبِ ہند" رکھ دیا گیا، کیوں کہ اسی نام سے ایک اور رسالہ مرزاپور سے نکل رہا تھا۔(۸) محمد عتیق صدیقی، ماسٹر رام چندر کے ان صحافتی کارناموں کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"انیسویں صدی کی دوسری دہائی میں جن لوگوں نے اپنی ان تھک کوششوں سے زمین اردو کو آسمان کا ہم پلہ بنایا۔ ان کی اگر فہرست مرتب کی جائے تو ماسٹر رام چندر کا نام سرفہرست ہو گا۔" (۹)

ڈاکٹر انور سدید بھی ماسٹر رام چندر کو اس طرح خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ماسٹر رام چندر کو بجا طور پر اردو کی "ادبی صحافت کے ہراول دستے کے قافلہ کا سالار" کہہ سکتے ہیں۔ بلاشبہ یہ حقیقت ہے کہ مجلاتی صحافت میں رام چندر کو اولیت کا درجہ حاصل ہے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی سے قبل اردو صحافت کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ادبی رسائل میں اہلِ علم کی دلچسپی تو نظر آتی ہے، لیکن اس میں زیادہ سرگرم عمل نہ تھے۔ اس سب کے باوجود یہ کہنا دُرست ہے کہ اس دور کے رسائل نے مستقبل کی ادبی صحافت کے لئے زرخیز زمین تیار کی، اوراس کے بعد جو ادبی رسائل منظرِ عام پر آئے۔ اِن کے برگ وبار اسی زمین سے پھوٹے۔ (۱۰)

جنگِ آزادی (۱۸۵۷ء) میں مسلمانوں کو عملی طور پر صحافت سے دوُر کر دیا۔ بہت سے رسائل اور اخبارات بند ہو گئے۔ کئی رسائل واخبارات کے مُدیران اور مالکان کو قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار ہونا پڑا۔ یہ برصغیر کے مسلمانوں کے خلاف ایک پروپیگنڈہ تھا۔ جنگِ آزادی کے بعد مسلمانوں کے لیے ہر طرف مایوسی اور مصائب کے گھٹاٹوپ اندھیرے چھائے ہوئے تھے۔ ایسی کٹھن گھڑی میں سرسید احمد خان جیسی رہنما ہستی نے مسلمانوں کی اصلاح کا بیڑا اُٹھایا۔ ۱۸۷۰ء میں "تہذیب الاخلاق" جیسے رسالے کا اجرا ہوا۔ (۱۱) "اودھ پنچ" ۱۸۷۷ء میں جاری ہوا۔ یہ رسالہ مزاح نگاری میں ابتذال

اور پھکڑ پن کو فروغ دینے میں نمایاں رہا۔(۱۲)اس طرح اُردو رسائل و جرائد کے اجرا کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ مثلاً ان میں "دلگداز"(جنوری 1887ء)"خدنگ نظر"(۱۸۹۷ء)وغیرہ شامل ہیں۔(۱۳)

اُردو زبان و ادب کے آغاز و ارتقا میں ادبی رسائل و جرائد نے ہمیشہ اہم کردار ادا کیا ہے۔ کیونکہ ادبی رسالہ عوام کی ذہنی نشوونما اور تربیت میں ایک مؤثر اور فعال قوت بن کر کام کرتا ہے۔ اس کے علاوہ نئے لکھنے والوں کی تحریروں کی اشاعت سے اُن کی حوصلہ افزائی بھی ہوتی ہے۔ بیسویں صدی کے آغاز میں علامہ اقبال اردو زبان کے فلک پر ایک روشن ستارہ بن کر چمکے۔ انھوں نے شیخ عبد القادر کے رسالے "مخزن" سے اپنی شعری زندگی کا باقاعدہ آغاز کیا۔ اس سے قبل ان کی چند غزلیں اکادکا رسائل میں نظر آتی ہیں۔ علامہ اقبال کی مقبولیت میں اضافہ ہونا شروع ہو گیا تو دیگر رسائل کے مدیران بھی اقبال کی تحریروں کو شائع کرنا اپنے لیے بڑی سعادت سمجھتے تھے۔ عوام میں 1905ء تک علامہ اقبال کی کی مقبولیت کے دو بڑے پلیٹ فارم تھے۔ ایک تو انجمن حمایت اسلام کے جلسے اور دوسرے "مخزن" میں کلام اقبال کی اشاعت تھی۔ ان کے علاوہ کلام اقبال دیگر رسائل مثلاً "معارف"، "صوفی"، "زمانہ"(کان پور)، "تمدن"(دہلی)، "زبان"، "وکیل"، "اُردوئے معلیٰ"، وغیرہ میں شائع ہونے لگا۔
حکیم یوسف حسن کے زیر ادارت رسالہ "نیرنگ خیال" نے(1932ء)میں اقبال پر اولین اقبال نمبر شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اقبال کی حیات میں یہ پہلا خصوصی نمبر تھا جسے علامہ نے بھی پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ نارمل اسکول گکھڑ کے ماہنامہ "نور التعلیم"(فروری 1938ء) اور لاہور سے رسالہ "اختر"(فروری مارچ 1938ء)کے دو نادر اقبال نمبر راقمہ کو دوران تحقیق دستیاب ہوئے۔ ان دونوں اقبال نمبروں کی خاص بات یہ ہے کہ یہ اقبال کی حیات میں شائع ہوئے۔ مؤخر الذکر دونوں اقبال نمبروں کا ذکر اس سے قبل اقبالیات کے کسی تذکرے یا کتابیات اور اشاریے میں نہیں ملتا۔ اس لیے ان کا شمار نوادر اقبالیات میں ہونا چاہیے۔
اقبال کی تحریریں مختلف ادبی رسائل و جرائد میں شائع ہوئیں۔ "نیرنگ خیال"، "ہمایوں"، "ادبی دنیا"، "اُردو"، "دلگداز"، "ادیب"، "طلوع رد"، "الہلال"، "البلاغ"، روزنامہ "زمیندار"، "پیسہ اخبار"، "انقلاب"، "علی گڑھ میگزین"، "خیالستان"، "ساقی" وغیرہ ہیں۔ اقبال کی تحریروں کے علاوہ ان کے فکر و فن پر بھی مختلف قسم کی توصیفی و تنقیدی تحریریں شائع ہوتی تھیں۔ "اسرار خودی" اور "شکوہ" کی اشاعت کے بعد اقبال پر کڑی تنقید بھی ہوئی۔ دراصل ان تحریروں میں اقبال نے حافظ شیرازی کے فلسفہ وحدت الوجود اور غیر اسلامی تصوف کی مخالفت کی تھی۔ جس پر مختلف رسائل اور اخبارات میں اقبال کی مخالفت میں تحریریں شائع ہونے لگیں۔ اس کے جواب میں اقبال اور ان کے ساتھیوں نے بھی اپنا موقف واضح کرنے کے لیے مضامین شائع کیے۔
اقبال کے فکر و فن پر نامور شخصیات کے توصیفی مضامین بھی شائع ہوئے۔ کلام اقبال کے تراجم بھی مختلف زبانوں میں پیش کیے گئے۔ اس دور کے ادبی رسائل کے اکثر مدیران ادبی ذوق رکھتے تھے اور اقبال کے اچھے دوست بھی تھے۔ اقبال کی وفات پر بہت سے رسائل نے اقبال نمبر شائع کیے۔ جن میں "علی گڑھ میگزین"، "شیرازہ"، "راوی"، روزنامہ "احسان"، "سب رس"، "تاج"، "اُردو"، "جوہر"، "کریسنٹ"، "راوی"، "طلوع اسلام"، "پیغام حق" وغیرہ شامل ہیں۔ یہ سبھی اقبال نمبر اقبالیاتی ادب میں تاریخی اور اساسی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ ان میں اقبال کے قریبی دوست اور احباب کے علاوہ نامور ادیبوں اور شاعروں کی تحریریں شامل ہیں۔ اب ان سب اقبال نمبروں کا شمار اقبالیاتی ادب کے بنیادی مصادر میں ہوتا ہے۔ ان میں سے اکثر اب کم یاب ہو چکے ہیں۔

ISSN:3007-3324 (P) Tashkeel-e-Jadeed Volume:3, Issue:2, January to June 2026
ISSN-3007-3316 (E) Email: tashkeele.jadeed@aiou.edu.pk

یہ حقیقت ہے کہ بیسویں صدی کے نصف اول میں اقبال اپنی زندگی ہی میں شہرت کی بلندیوں کو چھو چکے تھے۔ پوری دنیا میں اقبال کی عظمت کا اعتراف ہو چکا تھا۔ قیام پاکستان تک مطالعہ اقبال کے متنوع روپ نظر آتے ہیں۔ جنھوں نے آگے چل کر واضح صورت اختیار کر لی۔

(ج) ادبی رسائل میں اقبال شناسی کا آغاز:

مخزن:

بیسویں صدی کے آغاز میں سیاسی سطح پر بہت سی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ جن کے براہ راست اثرات اردو ادب پر پڑے۔ مثلاً ادب میں نئے موضوعات، نئی اصناف سخن متعارف ہوئیں۔ فنی طور پر بھی کئی تبدیلیاں رو پذیر ہوئیں۔ کئی نئی ادبی تحریکوں کا آغاز ہوا۔ اس فضا میں شیخ عبد القادر کے زیر ادارت رسالہ "مخزن" اپریل (۱۹۰۱ء) میں شائع ہوا۔ (۱۴) "مخزن" "مذہبی اور سیاسی تنازعات سے قطع نظر ایک ادبی نوعیت کا رسالہ تھا۔ اس کا مقصد قارئین ادب میں بہتر ادبی ذوق پیدا کرنا، اور سادہ انداز بیان میں اردو نظم و نثر میں جدید فنی و فکری رجحانات کو فروغ دینا تھا، تاکہ اردو ادب کے دائرہ کار کو جدید بنیادوں پر وسیع کیا جائے اور نوجوانوں کو نظم جدید و قدیم سے روشناس کرایا جائے۔ "مخزن" کو اپنے نیک مقاصد میں خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوئی۔ "مخزن" صرف ایک ادبی رسالہ ہی نہیں تھا بلکہ یہ ایک ادبی تحریک بن گیا۔ جس کا نے بہت سے لکھنے والوں کو متعارف کروایا۔ ان میں اقبال ایک ایسا شاعر و فلسفی ہے۔ جس کا کے اثرات پوری صدی پر محیط ہیں۔ (۱۵) شیخ عبد القادر "بانگ درا" کے دیباچے میں اقبال کی ابتدائی عمر میں طبع موزوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "ابھی اسکول ہی میں پڑھتے تھے کہ کلام موزوں زبان سے نکلنے لگا۔ پنجاب میں
> اردو کا رواج اس قدر ہو گیا تھا کہ ہر شہر میں زبان دانی اور شعر و شاعری کا چرچا کم و بیش
> موجود تھا۔ سیالکوٹ میں بھی شیخ محمد اقبال کی طالب علمی کے دنوں میں ایک چھوٹا سا
> مشاعرہ ہوتا تھا۔ اس کے لیے اقبال نے کبھی کبھی غزل لکھنی شروع کر دی۔" (۱۶)

اگر اقبال کی چند پرانی غزلوں کا جائزہ لیں، تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی غزلیں دہلی کے رسائل میں شائع ہوتی تھیں۔ یہ غزلیات دہلی کے رسالہ "زبان" شمارہ نومبر ۱۸۹۳ء، فروری ۱۸۸۴ء میں شائع ہوئیں۔ اس وقت ان کی عمر تقریباً سولہ سترہ سال ہوگی۔ پروفیسر حمید احمد خان کے مطابق "زبان" (دہلی) کے شمارہ نومبر ۱۸۹۳ء میں اقبال کو "بلبل ہند" حضرت داغؔ دہلوی کا تلمیذ لکھا گیا۔ (۱۷) "شور محشر" (لاہور) کے شمارہ دسمبر ۱۸۹۶ء میں بھی ان کی غزل شائع ہوئی۔ (۱۸) اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس عمر میں ان کی شاعری میں اتنی پختگی آ چکی تھی کہ وہ رسائل میں شائع ہو رہی تھی۔ ایف۔ اے کے زمانے میں ۱۸۹۳ء سے داغؔ سے تلمذ کی ابتدا ہوئی۔ داغؔ نے بہت جلد انھیں یہ کہہ دیا کہ آپ کے کلام میں اصلاح کی گنجائش بہت کم ہے۔ (۱۹) اقبال ابھی تک لاہور کے کسی مشاعرے میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ ان کے چند ہم جماعت دوست انھیں زبردستی ایک شام حکیم امین الدین کے گھر ایک مجلس مشاعرہ میں لے گئے۔ یہ نومبر ۱۸۹۵ء کا مشاعرہ تھا جس میں ارشد گورگانی بھی موجود تھے۔ اور بھی کئی شاعر تھے۔ اقبال جب اس شعر تک پہنچے:

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لیے
قطرے جو تھے مرے عرقِ انفعال کے

اس شعر پر ارشد گورگانی بے اختیار ہو کر داد دینے لگے۔ اور بہت محبت و پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے اقبال کی خوب حوصلہ افزائی کی اور عظیم شاعر بننے کی پیش گوئی بھی کی۔ (۲۰) حکیم شہباز دین کی بیٹھک میں روزانہ شام کو ادیب و شعرا اور باذوق لوگ جمع ہوتے۔ اقبال بھی وہاں جاتے اور بڑے شعرا سے فیض یاب ہوتے۔ مشاعروں اور دیگر ادبی محفلوں میں اقبال کو عزت و احترام ملنے لگا۔ ۱۵ فروری ۱۹۰۰ء میں انجمن حمایت اسلام کے پندرھویں سالانہ جلسے میں اقبال نے اپنی نظم "نالہ یتیم" پڑھی۔ (۲۱) اور پھر یہ کلام سنانے کا سلسلہ بڑھتا رہا۔ "انجمن کشمیری مسلمانان" کا قیام عمل میں آیا تو اقبال اکثر اس کی مجلسوں میں شریک ہوتے اور اپنی نظمیں پڑھا کرتے تھے۔

مشاعروں کے ذریعے اقبال کی شہرت پھیلنے لگی۔ اقبال نے جب "کوہستانِ ہمالہ" نظم پڑھی تو لوگوں میں اسے خوب پذیرائی ملی۔ اور اس کی اشاعت پر اصرار ہونے لگا۔ "مخزن" کا پہلا شمارہ اپریل ۱۹۰۱ء میں شائع کرنے کا ارادہ کیا جا رہا تھا۔ چنانچہ شیخ عبد القادر نے اقبال سے وعدہ لیا کہ وہ ان کے رسالے کے لیے کوئی نظم دیں گے۔ وقبآل نے جواب دیا کہ ابھی کوئی نظم تیار نہیں ہے۔ اس پر شیخ عبد القادر نے کہا کہ "ہمالہ" والی نظم ہی دے دیں، لیکن اقبال اسے دینے میں ہچکچانے لگے کہ یہ ابھی اصلاح طلب ہے لیکن شیخ عبد القادر اس کی اہمیت اور مقبولیت کا ایک نمونہ دیکھ چکے تھے۔ بقول شیخ عبد القادر:

"میں نے زبردستی وہ نظم ان سے لے لی اور "مخزن" کی پہلی جلد کے پہلے نمبر میں

جو اپریل ۱۹۰۱ء میں نکلا، شائع کر دی۔ یہاں سے گویا اقبآل کی اردو شاعری کا پبلک

طور پر آغاز ہوا" (۲۲)

فاضل مدیر نے "کوہستانِ ہمالہ" نظم کو "مخزن" میں شائع کرنے سے قبل قارئین سے اقبال کا تعارف بھی کروایا۔ بقول ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی:

"وسیع تر شعری و ادبی دنیا میں ان کے تعارف اور رونمائی کا اعزاز سر شیخ عبد القادر کو حاصل ہے۔

جنھوں نے مخزن (اپریل ۱۹۰۱ء، ص ۳۳) میں ان کی نظم "کوہستان ہمالہ" شائع کرتے ہوئے قارئین

کو بتایا کہ علوم مشرقی و مغربی دونوں میں صاحب کمال۔۔۔ شیخ محمد اقبال صاحب انگریزی خیالات

کو شاعری کا لباس پہنا کر ملک الشعرا ورڈز ورتھ کے رنگ میں کوہ ہمالہ کو یوں خطاب کرتے ہیں۔

۔۔۔ یوں بیسویں صدی کے ربع الاوّل میں اقبال کو متعارف کرانے والوں میں شیخ سر عبد القادر

سر فہرست ہیں۔" (۲۳)

اقبال کی مقبولیت میں اضافہ ہونے لگا۔ اور اشاعت کا ایسا سلسلہ شروع ہوا کہ اقبال "مخزن" کے ہر شمارے کے لیے کوئی نہ کوئی نظم دے دیتے۔ دیگر ادبی رسائل سے بھی اشاعت کے لیے ان کی شاعری کی فرمائشیں بڑھنے لگیں۔ (۲۴) اور اقبال کی شہرت میں دن دگنی اور رات چوگنی اضافہ ہونے لگا۔

ڈاکٹر اکبر حیدری "مخزن" پر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر کا اردو ادب پر گراں بار احسان یہ ہے کہ انھوں نے "مخزن" کے ذریعے بے شمار شاعروں اور ادیبوں کو آسمانِ ادب پر آفتاب عالم تاب کی طرح چمکایا۔ ان میں ڈاکٹر اقبال سر فہرست ہیں۔ دراصل اقبال کا ادبی سفر "مخزن" ہی سے شروع ہوتا ہے۔ ابتدائی پانچ برسوں کے دوران اس میں اقبال کی نظمیں اور نثری شہ پارے مسلسل شائع ہوتے رہے۔ قیام یورپ کے زمانے میں بھی گوناگوں علمی مصروفیات کے باوجود کچھ نہ کچھ "مخزن" کے لئے بھیجتے رہے۔ یورپ سے وطن واپس آنے کے بعد بھی وہ اس پر برابر لکھتے تھے۔ یہ سلسلہ ۱۹۱۲ء تک قائم رہا۔ اس کے بعد بھی ایک آدھ نظم "مخزن" میں چھپ جاتی تھی۔ (۲۵) اکبر حیدری مزید لکھتے ہیں کہ اقبال کا گرامی پر ایک مضمون جون ۱۹۲۷ء کے "مخزن" میں شائع ہوا۔ اس کے بعد راقم کی نظر سے کوئی نظم یا مضمون "مخزن" میں بحوالہ اقبال نہیں گزرا۔ (۲۶) اقبال کی عوام میں مقبولیت کے دو بڑے پلیٹ فارم تھے۔ ایک تو انجمن حمایت اسلام کے جلسے اور "مخزن" میں کلام اقبال کی اشاعت تھی۔ اقبال "مخزن" کے علاوہ دیگر معیاری رسائل کی طرف بھی متوجہ ہوئے۔ سید سلیمان ندوی کو ۲۸ اپریل ۱۹۱۸ء کے خط میں لکھتے ہیں:

> "رسالہ 'صوفی' میں میں نے کوئی نظم شائع نہیں کی۔ کوئی پرانی مطبوعہ نظم اُنھوں نے شائع کر دی ہوگی۔ ورنہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ میں 'صوفی' کو 'معارف' پر ترجیح دوں۔
> 'معارف' ایک ایسا رسالہ ہے جس کے پڑھنے سے حرارتِ ایمانی میں ترقی ہوتی ہے۔" (۲۷)

اقبال، "صوفی" رسالے پر "معارف" کو ترجیح دیتے تھے۔ "معارف" سے اقبال متاثر تھے۔ یہ ان میں حرارتِ ایمانی پیدا کر دیتا تھا۔ "زمانہ" (کان پور) اور "تمدن" (دہلی) میں بھی کلام اقبال شائع ہوتا تھا۔ "تمدن" (دہلی) کے پہلے شمارے میں اقبال کی غزل "قند فارسی" کے نام سے شائع ہوئی۔ (۲۸) بقول محمد عبداللہ قریشی:

> "جب اقبال کی شاعری نے آنکھ کھولی اور ہاتھ پاؤں نکالے تو اس وقت پنجاب کے مختلف شہروں میں کئی اخبار اور رسالے شائع ہوتے تھے۔ اقبال نے ایک ہونہار نوجوان کی طرح پریس کی قوت سے فائدہ اُٹھایا اور اخبار و رسائل کو مشق سخن کی جولان گاہ بنایا۔ ان کے اشعار ان کے مضامین ان کے مقالے اور ان کی دیگر علمی سرگرمیاں وقتاً فوقتاً اخبارات کے ذریعے عوام کے سامنے آئیں۔" (۲۹

(د) اقبال مخالفین کی تنقید:

اقبال کی زندگی کا ایک رُخ تو یہ تھا کہ حسن میں اُنھیں عوام میں بڑی پذیرائی ملی۔ ہر طرف سے شہرت ملی بطور شاعر ان کا چرچا ہونے لگا، لیکن دوسری طرف اقبال کی مقبولیت کچھ لوگوں کو ایک آنکھ نہ بھائی۔ وہ حیلوں بہانوں سے اقبال پر اپنے دل کی بھڑاس نکالتے رہتے تھے۔ خاص طور پر جب

ISSN:3007-3324 (P) Tashkeel-e-Jadeed Volume:3, Issue:2, January to June 2026
ISSN-3007-3316 (E) Email: tashkeele.jadeed@aiou.edu.pk

"اسرارِ خودی" اور "شکوہ" جیسی نظمیں منظرِ عام پر آئیں تو اقبال پر سخت تنقیدی رویہ اختیار کیا گیا۔ ڈاکٹر ایوب صابر نے اقبال دشمنی کے موضوع پر تحقیق کر کے اقبال مخالفین کو مدلل انداز سے جواب دیا ہے (۳۰) اس میں اشتراکیت کے حامی بھی پیش پیش تھے۔ دراصل مثنوی "اسرارِ خودی" کی اشاعت سے وجودی فلسفہ تصوف کے ماننے والوں اور فرسودہ یونانی فلسفہ اشراق نے اقبال دشمنی کی تحریک شروع کر دی۔ رسائل و اخبارات میں اقبال کے خلاف مضامین لکھے گئے۔ اقبال نے بھی اپنا درست مؤقف کی وضاحت کے لیے مضامین لکھے۔ اقبال کی مخالفت میں اکبر الہ آبادی اور خواجہ حسن نظامی بھی شامل تھے، جو اقبال کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے۔ ایک قلمی معرکہ آرائی کا آغاز ہو گیا۔

حکیم عبدالکریم برہم نے "تنقید رد" کے فرضی نام سے ایک مضمون بعنوان "اُردو زبان پنجاب میں" قلم بند کیا۔ یہ مضمون "اُردوئے معلیٰ" کے یکم اگست ۱۹۰۳ء کے شمارے میں شائع ہوا۔ میر نیرنگ انبالوی نے ایک مضمون بعنوان "اُردو زبان پنجاب میں" تحریر کیا۔ جس میں "تنقید رد" کی خبر لی گئی۔ یہ مضمون "مخزن" ستمبر ۱۹۰۳ء کے شمارے میں شائع ہوا۔ "مخزن" کے اگلے شمارے میں اسی عنوان "اُردو زبان پنجاب میں" کے تحت اقبال کا مضمون شائع ہوا۔ جس میں اقبال نے مدلل انداز میں اعتراضات کا جواب دیا۔ (۳۱)

اقبال کا ان اعتراضات کے جواب میں دوسرا مضمون "سرِ اسرارِ خودی" ("وکیل" ۹ فروری ۱۹۱۶ء) میں شائع ہوا۔ اور تیسرا مضمون "علمِ ظاہر و علمِ باطن" ("وکیل" ۲۸ جون ۱۹۱۶ء) میں شائع ہوا۔ (۳۲) اقبال تصوف کے خلاف نہ تھے بلکہ غیر اسلامی تصوف کی مخالفت کرتے تھے۔ اسلم جیراجپوری نے اقبال کے حق میں لکھا۔ اور "اسرارِ خودی" پر تبصرہ کر کے اقبال کا مؤقف لوگوں پر واضح کیا۔ جس کا اقبال نے خط لکھ کر ان کا شکریہ بھی ادا کیا۔ (۳۳) حافظ شیرازی کے کلام میں جو فلسفہ وحدت الوجود تھا۔ اس کی مخالفت پر لوگوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑی۔ جس کی اقبال نے بڑی تفصیل سے اپنے مضامین و خطوط کے ذریعے وضاحت بھی کی۔ رسائل و اخبارات میں بھی اپنی تحریروں سے مؤقف واضح کرنے کی کوشش کی۔ خواجہ حسن نظامی، اکبر الہ آبادی کو بھی اقبال نے اپنا نقطہ نظر واضح کرنے کی کوشش کی۔ اکبر الہ آبادی نے تو "اسرارِ خودی" کو پڑھے بغیر لوگوں کی باتوں پر یقین کر کے مخالفت شروع کر دی تھی۔ اقبال نے "اسرارِ خودی" کے اگلے ایڈیشن میں دیباچہ اور حافظ سے متعلق اشعار و انتساب درج کر دیے۔ (۳۴)

اقبال پر اعتراضات کا سلسلہ مختلف ادبی رسائل و جرائد میں چلتا رہا۔ "اردوئے معلیٰ" اور ۱۹۰۲ء میں "تاج الاخبار" (راولپنڈی) نے اقبال کے کلام پر شدید اعتراضات کیے۔ جس کا جواب اخبار "پنجۂ فولاد" (لاہور) نے دیا۔ (۳۵) اقبال کے معترضین کا ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ اُنہوں نے شروع میں تو وطنیت کے گیت گائے، لیکن پھر ان کا انداز یکسر ہی بدل گیا۔ اور وہ اپنے کلام میں اتحادِ ملت اسلامیہ پر زور دینے لگے۔ پہلے اقبال کو سارے جہاں سے اچھا ہندستان لگتا تھا۔ اب وہ سارے جہاں کو اپنا وطن کہتے ہیں۔ اور اتحادِ ملت اسلامیہ پر اپنی توجہ مرکوز کرتے ہیں۔

اقبال نے ۱۹۳۰ء میں خطبہ الہ آباد میں ایک الگ اسلامی ریاست کا تصور پیش کیا۔ (۳۶) اس پر بھی چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ دراصل یورپ جانے سے قبل اقبال کی شاعری میں قومیت پرستی کا رنگ غالب نظر آتا ہے، لیکن جب علامہ نے یورپ میں قیام کے دوران قومیت پرستی کے منفی اثرات و رجحانات کا مشاہدہ کیا تو اس نظریے سے متنفر ہو گئے۔ اور اسے ملتِ اسلامیہ کے لئے زہر سمجھنے لگے۔ چنانچہ یورپ سے واپسی پر قومیت کی بجائے ان

کے کلام میں ملی جذبہ غالب نظر آیا۔ اس پر دیگر مذاہب کے لوگوں کو بھی اعتراض تھا کہ اقبال ہندستان کے محبت بھرے گیت گاتے گاتے ملی جذبات سے کیسے سرشار ہوگئے! دراصل ان کا مقصد علامہ کو ایک متعصب مسلمان ظاہر کرنا تھا۔ اقبال کے خلاف قادیانیت کے حوالے سے بھی ایک فتنہ کھڑا ہوا۔

اقبال نے اپنے مخالفین اور معترضین کے سامنے بڑے صبر و تحمل اور بردباری کا مظاہرہ کیا۔ بڑے مدلل انداز سے اعتراضات کے جوابات بھی دیے۔ اقبال حقیقت پسند انسان تھے۔ وہ خود کو بہت بڑا شاعر نہیں سمجھتے تھے۔ بعض لوگ ان سے بغض، کینہ اور عناد رکھتے تھے، لیکن اقبال کسی کے لیے دل میں نفرت نہیں رکھتے تھے۔ بقول اقبال:

برا سمجھوں انھیں مجھ سے تو ایسا ہو نہیں سکتا
کہ میں خود بھی تو ہوں اقبال اپنے نکتہ چینوں میں (۳۷)

ترقی پسند ادیبوں میں سے جنھوں نے اقبال کے خلاف مخالفانہ اور متعصبانہ رویہ اپنایا۔ ان میں اختر حسین رائے پوری، سبط حسن، برکت علی گوشہ نشین، مجنوں گورکھ پوری وغیرہ نمایاں ہیں۔ (۳۸) بہرحال بیسویں صدی کے آغاز میں ذخیرہ اقبالیات کا مجموعی جائزہ لیں تو یہ واضح ہوتا ہے کہ اقبال کی شہرت دور دور تک پھیل چکی تھی۔ ان کے کلام پر اعتراضات سے زیادہ تعریف و تحسین کا رجحان غالب نظر آتا ہے۔ اقبال کے چاہنے والوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا تھا۔ ان کی فکر، فن اور فلسفہ پر تنقید کا سلسلہ جاری تھا۔ بڑے بڑے ناقدین ادب نے ان کے کلام کو مستحسن انداز سے سراہا۔

اقبال اپنے دوستوں اور نکتہ چینوں کی آرا میں سے مفید اور کارآمد مشوروں کا خیر مقدم کرتے اور ان کے مطابق کلام میں ترمیم و اضافے بھی کر لیتے تھے، لیکن حق بات پر ڈٹ جاتے۔ کسی کے دباؤ میں نہیں آتے تھے۔ اپنا موقف دلائل سے پیش کرنے کی کوشش کرتے تھے جس میں بڑی حد تک کامیاب بھی رہے۔ ان کا عمیق مطالعہ اور دور بین نگاہ جو کچھ دیکھ رہی تھی۔ اسے عام ناقدین و نکتہ چین نہیں سمجھ سکتے تھے۔ اس دور میں علامہ اقبال کی تحریریں جن اردو کے ادبی رسائل میں شائع ہوئیں۔ ان میں "ہمایوں"، "ادبی دنیا"، "زمانہ" (کانپور)، "اردوئے معلی"، "نیرنگ خیال"، "معارف"، "اردو"، "علی گڑھ میگزین"، "راوی" وغیرہ شامل تھے۔ اخبارات میں "انقلاب"، "زمیندار" اور "پیسہ اخبار" وغیرہ شامل تھے۔
ماہنامہ "مرقع" کا پہلا شمارہ جنوری ۱۹۲۶ء میں لکھنؤ سے جاری ہوا۔ مدیر کے مطابق اردو صحافت میں آرٹ پیپر پر شعرا کے کلام اور خطوط کے عکس شائع کرنے کی روایت "مرقع" سے وجود میں آئی۔ اس اولین شمارے میں اقبال کے کلام کا عکس شائع ہوا۔ (۳۹) اسی شمارے کے سرورق پر اقبال کا عطا کردہ شعر لکھا گیا۔ اقبال کا وہ شعر کچھ اس طرح سے ہے:

تا تو بیدار شوی نالہ کشیدم ، ورنہ
عشق کارے است کہ بے آہ و فغان نیز کنند

"مرقع" دارالادب لکھنؤ علمی و ادبی رسالے کو سید مقبول حسین وصل بلگرامی نے مرتب کیا۔ اسلامیہ کالج لاہور کے ادبی رسالہ "کریسنٹ" میں بھی اقبال کی نگارشات شائع ہوتی تھیں۔ یہ کالج انجمن حمایت اسلام کا قائم کردہ تھا۔ اقبال کا انجمن کے ساتھ خصوصی تعلق تھا۔ انہوں نے اپنی بیشتر نظمیں انجمن

حمایت اسلام کے جلسوں میں پڑھیں جس کی وجہ سے کلام اقبال کو عوام میں خوب شہرت حاصل ہوئی۔ اس کا تفصیلی ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اسد فیض نے کریسنٹ کا ایک "یادگار شمارہ" مضمون میں دو اہم مضامین کا ذکر کیا ہے۔(۴۰) اس میں اقبال کا ایک مضمون "Self in the light of Relativity" ہے۔ اور دوسرا مضمون شیخ عبد العزیز کا "Iqbal's Poetry" ہے۔ یہ "کریسنٹ" کا (دسمبر ۱۹۲۵ء، شمارہ نمبر ۷۹ جلد نمبر 20) کا شمارہ ہے۔ قیمت چار آنے ہے۔ انگریزی حصے میں سرورق پر اقبال کے خصوصی مضمون کی خبر دی گئی ہے۔ اقبال کے مضمون کے اختتام پر ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۵ء کی تاریخ درج ہے۔ تقریباً دو ماہ بعد پہلی بار مذکورہ رسالے کی زینت بنا۔ اس مضمون کا اردو ترجمہ بھی نہیں ہوا۔ "کریسنٹ" کا یہ نایاب رسالہ عام لائبریریوں میں تو دستیاب نہیں۔ مضمون نگار کے مطابق شیخ عبد العزیز کا یہ مضمون اقبال کی فارسی شاعری کے حوالے سے انگریزی زبان میں لکھا جانے والا اولین تنقیدی مضمون قرار دیا گیا ہے۔

اقبال کی نگارشات جن رسائل میں شائع ہوتی تھیں۔ ان میں "زمانہ" (کان پور) "اردوئے معلی"، "دکن ریویو"، "زبان" (دہلی) "عصمت"، "علی گڑھ میگزین"، "خیالستان"، "ہمایوں"، "ادب لطیف"، "ادبی دُنیا"، "افکار"، "نیا دور"، "سب رس"، "نگار"، "اردو"، "نیرنگِ خیال"، "معارف" وغیرہ شامل ہیں۔ اقبال نے "ہمایوں" کے پہلے شمارے کے لیے ایک نئی نظم عطا کی۔ جس کا مطلع ہے:

اے ہمایوں زندگی تیری سراپا سوز تھی
تیری چنگاری چراغ انجمن افروز تھی(۴۱)

"ہمایوں" میں اقبالیات کی تفہیم و تشریح اہم موضوعات میں سے تھے۔ ماہنامہ "نیرنگِ خیال" کا پہلا شمارہ جولائی ۱۹۲۴ء کو منصۂ شہود پر آیا۔(۴۲) اس رسالے کا مقصد ہر شعبہ زندگی کو ادب کے پیرائے میں پیش کرنا تھا، تاکہ قوم کا نقطہ نظر وسیع ہو سکے۔ اس میں علامہ اقبال، نیاز فتح پوری، حفیظ جالندھری، امتیاز علی تاج، حامد اللہ افسر، مالک رام اور فانی بدایونی جیسی جلیل القدر شخصیات کی تحریریں شائع ہوتیں جس کی وجہ سے اس رسالے نے عوام میں مقبولیت حاصل کرنا شروع کر دی۔ اقبال اس کے اولین شمارے کے بارے میں اس طرح اظہارِ خیال کرتے ہیں:

> "رسالہ 'نیرنگِ خیال' جو لاہور سے نکلنا شروع ہوا ہے۔ بہت ہونہار معلوم ہوتا ہے۔ اس کے مضامین میں پختگی اور متانت پائی جاتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ رسالہ پنجاب میں صحیح ادبی ذوق پیدا کرنے میں بہت مفید ثابت ہوگا۔ ایڈیٹر دونوں (حکیم یوسف حسین ایڈیٹر، ڈاکٹر محمد دین تاثیر جائنٹ ایڈیٹر) نوجوان ہیں۔ اور لٹریچر کی تصویر "تحفہ لیلیٰ" بہت خوب ہے۔ دیکھ کر مسرت ہوتی ہے۔ دیکھیے اب تحفہ قیس کب نکلتا ہے۔"(۴۳)

غلام رسول مہر اردو کے ادبی رسائل کے خصوصی نمبروں پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"میری نظر سے جو پرانے رسالے گزرے ان میں سب سے پہلے خاص نمبر 'مخزن' کا دیکھا جو دسمبر 1902ء میں ایڈورڈ ہفتم کی تاجپوشی پر نکلا تھا۔ اور اس کا نام دربار نمبر تھا۔ مخزن کا سائز چھوٹا تھا اور اس خاص نمبر کی ضخامت مخزن کے دو ماہوار نمبروں کے برابر بھی نہ تھی۔ ہمارے عہد میں جو خاص نمبر نکلتے رہے، ان میں سے بھی اکثر دیکھے تاہم اگر میں کہوں کہ نقوش نے خاص نمبروں میں یگانگی کا ایسا معیار قائم کر دیا ہے۔ جس کی کوئی نظیر کم از کم اردو زبان کے رسالوں میں نہیں مل سکتی۔"(۴۴)

ان رسائل کے مطالعے سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ جب اقبال کی شہرت تیزی سے ملک میں پھیلنے لگی تو مختلف رسائل و جرائد میں علامہ اقبال کی شاعری اور فکر و فلسفے پر ناقدین ادب نے خامہ فرسائی شروع کر دی۔ اس تنقید میں ہمیں تین طرح کے رویے نظر آتے ہیں۔ پہلا غالب رویہ تو اقبال کی شاعری کی تعریف و تحسین کا ہے۔ جو سب رویوں پر حاوی ہے۔ دوسرا رویہ اختلاف کا ہے اور تیسرا رویہ متوازن تنقید کا ہے۔ جس میں ناقدین نے اقبال سے بعض پہلوؤں سے اختلاف بھی کیا ہے اور ستائشی پہلو بھی نمایاں ہے لیکن ان کا انداز مخالفانہ نہیں بلکہ وہ ان کی خوبیوں کے مقابلے میں خامیوں کو بہت غیر اہم سمجھتے ہیں۔

برصغیر کے اہم ادبی رسائل و جرائد نے اقبال شناسی کی روایت کو نہ صرف مستحکم کیا بلکہ اردو ادب کے فکری افق کو وسعت عطا کی۔ فکر و فلسفہ اقبال کی ایک طویل مسافت ہے جسے ان جرائد نے ایک پلیٹ فارم عطا کیا۔ جہاں اقبال کی شاعری کی عمیق گہرائی سے نئے معانی اور رجحانات سے قارئین ادب متعارف ہوئے۔ یہ حقیقت ہے کہ اقبال کی زندگی کے زیادہ تر حالات و واقعات ان کے دوستوں کی تحریروں سے حاصل کیے گئے۔ ان کی شاعری کا کثیر حصہ ان ادبی رسائل سے جمع کر کے "بانگ درا" اور دیگر کتب شائع کی گئیں، کیونکہ انھیں اپنی شاعری کو زیادہ سنبھال کر رکھنے کی عادت نہ تھی۔ دوستوں کے اصرار پر کتب شائع کی گئیں۔ عصر حاضر میں ادبی رسائل و جرائد کی ذمہ داری اور بھی بڑھ گئی ہے کہ جو عصری چیلنجز درپیش ہیں ان کا حل فکر اقبال میں تلاش کر کے نسل نو کو اس سے جوڑا جائے۔ ادبی رسائل اور اقبال شناسی کا چولی دامن کا یہ ساتھ ماضی کی روشن روایت ہے بلکہ مستقبل کی فکری رہنمائی کا بھی مضبوط وسیلہ ہے۔

حوالہ جات

۱۔ مسعود، طاہر، "ڈاکٹر، اُردو صحافت انیسویں صدی میں"، (دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس،، ۲۰۰۹ء)، ص: ۵۴

۲۔ صابری، امداد، "تاریخ صحافت اردو"، جلد اوّل، (لاہور: تاج کمپنی، ۱۹۴۳ء)، ص ۵۳

۳۔ ایضاً

۴۔ صدیقی، محمد عتیق، "ہندوستانی اخبار نویسی، کمپنی کے عہد میں"، (علی گڑھ: انجمن ترقی اردو، ہند، دسمبر ۱۹۵۷ء)، ص: ۲۶۶

۵۔، مسعود، طاہر، "ڈاکٹر، اُردو صحافت انیسویں صدی میں "ص ۱۶۴

۶۔ انور سدید، ڈاکٹر، "پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ"، (لاہور: اکادمی ادبیات، پاکستان، جنوری ۱۹۹۲ء)، ص ۳۶

۷۔ سلطان محمود، ڈاکٹر سید، "تعلیقاتِ خطباتِ گارساں دتاسی"، (لاہور: مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۸۷ء)، ص: ۶۵

۸۔ ایضاً

۹۔ صدیقی، محمد عتیق، "ہندوستانی اخبار نویسی، کمپنی کے عہد میں "ص ۳۳۱

۱۰۔ انور سدید، ڈاکٹر، "پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ "ص ۲۹

۱۱۔ عظمیٰ فرخ، "کراچی کے ادبی رسائل"، (کراچی: پاکستان اسٹڈیز سینٹر، جامعہ کراچی،، مارچ ۲۰۰۰ء)، ص ۲۳

۱۲۔ خورشید، عبد السلام، ڈاکٹر، "صحافت پاکستان وہند میں"، (لاہور: مجلس ترقی ادب،، ۱۹۶۴ء)، ص ۲۳۸

۱۳۔ خان، شمشیر، "پاکستان کے منتخب ادبی اردو رسائل کا تاریخی، تنقیدی ادبی جائزہ"، (کراچی: کتب خانہ آریامہر، ۱۹۷۰ء)، ص ۲۷

۱۴۔ مخزن، ماہ نامہ، لاہور، شمارہ، اوّل، جلد، اوّل، ۱۹۰۱ء

۱۵۔ ملک، فتح محمد، سید سردار احمد پیرزادہ، مرتبین، "پاکستان میں اردو"، جلد چہارم، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان،، ۲۰۰۶ء)، ص ۶۱۴

۱۶۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، "کلیاتِ اقبال، اردو"، (لاہور: اقبال اکادمی،، ۱۹۹۴ء)، ص ۳۷

۱۷۔ جاوید اقبال، ڈاکٹر، "زندہ رود" یک جلدی، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز،، ۲۰۱۲ء)، ص ۹۱۔۹۲

۱۸۔ اقبالیات، مجلہ اقبال انسٹی ٹیوٹ، سری نگر، شمارہ ۱۶، فروری ۲۰۰۵ء، ص ۱

۱۹۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، "کلیاتِ اقبال، اردو"، ص ۳۷

۲۰۔ قریشی، محمد عبد اللہ، "حیاتِ اقبال کی گمشدہ کڑیاں"، (لاہور: بزم اقبال ل، اپریل ۲۰۰۱ء)، ص ۲۸

۲۱۔ ہاشمی، رفیع الدین، ڈاکٹر، "تصانیف اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ"، (لاہور: اقبال اکادمی، ۲۰۱۱ء)، ص ۴۶

۲۲۔ محمد اقبال، ڈاکٹر "علامہ، کلیاتِ اقبال، اردو"، ص ۴۰

۲۳۔ اقبالیات، سری نگر، فروری ۲۰۰۵ء، ص: ۱

۲۴۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، "کلیاتِ اقبال، اردو"، ص:۴۱

۲۵۔ حیدری، اکبر، "کلام اقبال، نادر و نایاب رسالوں کے آئینے میں"، (سری نگر: جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز، ۲۰۰۱ء)، ص:۱۲

۲۶۔ ایضاً ص:۲۲

۲۷۔ شیخ، عطاء اللہ، مرتب، "اقبال نامہ م"، مجموعہ مکاتیب اقبال، یک جلدی، (لاہور: اقبال اکادمی، پاکستان، ۲۰۱۲ء)، ص:۱۱۳

۲۸۔ تمدن، دہلی، شمارہ اول، جلد اول، اپریل ۱۹۱۱ء

۲۹۔ نقوش، ادبی معرکے نمبر ۲، لاہور، شمارہ ۱۲۷، ستمبر ۱۹۸۱ء، ص ۲۱۳

۳۰۔ صابر، ایوب، ڈاکٹر، "کلام اقبال پر فنی اعتراضات ایک جائزہ"، (اسلام آباد: پورب اکادمی، اسلام آباد، مارچ ۲۰۱۰ء)، ص:۱۲۰

۳۱۔ جاوید اقبال، ڈاکٹر، "زندہ رود"، ص ۲۸۶۔۲۸۹

۳۲۔ شیخ، عطاء اللہ، "اقبال نامہ" مجموعہ مکاتیب اقبال، ص:۹۹

۳۳۔ صابر، ایوب، ڈاکٹر، "اقبال کے فہم اسلام پر اعتراضات ایک مطالعہ"، (لاہور: اقبال اکادمی، لاہور، ۱۹۱۶ء)، ص ۴۱۹۔۴۳۳

۳۴۔ نقوش، ادبی معرکے نمبر ۲، ص ۲۱۳

۳۵۔ ذوالفقار، غلام حسین، ڈاکٹر، مؤلف و مترجم، "پاکستان تصور سے حقیقت تک"، (لاہور: بزم اقبال، لاہور، اگست ۱۹۹۷ء)، ص ۱۳۔۲۸

۳۶۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، "کلیاتِ اقبال، اردو"، ص ۱۳۰

۳۷۔ اردو، اقبال نمبر، دہلی، شمارہ اکتوبر ۱۹۳۸ء، ص ۳۶۶

۳۸۔ کھوکھر، ضیاء اللہ، مرتب، ماہانہ رسائل کے خصوصی شمارے، عبدالمجید کھوکھر لائبریری گوجرانوالہ، ۲۰۰۶ء، ص ۵۲

۳۹۔ ایضاً ص ۶۱

۴۰۔ قومی زبان، ماہنامہ، کراچی، شمارہ ۷، جلد ۶۹، جولائی ۱۹۹۷ء، ص ۵۹۔۶۰

۴۱۔ انور سدید، ڈاکٹر، "پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ"، ص ۴۳۔۴۷

۴۲۔ حیدری، اکبر، "اقبالیات کے نئے گوشے"، (دہلی: پرنس آرٹ پرنٹرس، نئی، ۲۰۰۶ء)، ص ۱۹۹

۴۳۔ نقوش، محمد طفیل نمبر جلد دوم، لاہور، شمارہ ۱۳۵، جولائی ۱۹۸۷ء، ص ۱۰۷۷

۴۴۔ العلم، کراچی، شمارہ نمبر ۳، جلد ۹، اپریل، جون ۱۹۶۰ء، ص:۹۵

References:

1. Masood, Tahir, "Dr. Urdu Journalism in the Nineteenth Century", (Delhi: Educational Publishing House, 2009), p. 54

2. Sabri, Imdad, "History of Urdu Journalism", Vol. 1, (Lahore: Taj Company, 1943), p. 53

3. Also

4. Siddiqui, Muhammad Atiq, "Indian Journalism in the Company's Era", (Aligarh: Anjuman Tarqi Urdu, India, December 1957), p. 266

5. Masood, Tahir, "Dr. Urdu Journalism in the Nineteenth Century", p. 164

6. Anwar Sadid, Dr., "History of Literary Magazines in Pakistan", (Lahore: Academy of Letters, Pakistan, January 1992), p. 26

7. Sultan Mahmood, Dr. Syed, "Annotations on the Sermons of the Eighteenth Century", (Lahore: Majlis-e-Tarqi Adab, Lahore, 1987), p. 65

8. Ibid

9. Siddiqui, Muhammad Atiq, "Indian Journalism in the Company Era," p. 331

10. Anwar Sadid, Dr., "History of Literary Magazines in Pakistan" p. 29

11. Uzma Farrukh, "Karachi's Literary Magazines", (Karachi: Pakistan Studies Center, University of Karachi, March 2000), p. 23

12. Khurshid, Abdul Salam, Dr., "Journalism in Pakistan and India", (Lahore: Majlis-e-Tarqee Adab, 1964), p. 238

13. Khan, Shamshir, "A Historical and Critical Literary Review of Selected Literary Urdu Magazines in Pakistan", (Karachi: Arya Mehr Library, 1970), p. 27

14. Makhzan, Monthly, Lahore, Issue, 1, Vol. 1, 1901

15. Malik, Fateh Muhammad, Syed Sardar Ahmed Pirzada, Compiled by, "Urdu in Pakistan", Vol. 4, (Islamabad: Muqtadra Qaumi Zaban, 2006), p. 614

16. Muhammad Iqbal, Dr. Allama, "Kulyat-e-Iqbal, Urdu", (Lahore: Iqbal Academy, 1994), p. 37

17. Javed Iqbal, Dr., "Zinda Rood", one volume, (Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2012), p. 91-92

18. Iqbaliyat, Iqbal Institute Magazine, Srinagar, Issue, 16, February 2005, p.1

19. Muhammad Iqbal, Dr. Allama, "Kaliyat-e-Iqbal, Urdu", p. 37

20. Qureshi, Muhammad Abdullah, "The Missing Links of Iqbal's Life", (Lahore: Bazm-e-Iqbal, April 2001), p. 28

21. Hashmi, Rafiuddin, Dr., "A Research and Explanatory Study of Iqbal's Works", (Lahore: Iqbal Academy, 2011), p. 46

22. Muhammad Iqbal, Dr. "Allama, Kaliyat-e-Iqbal, Urdu", p. 40

23. Iqbaliyat, Srinagar, February 2005, p. 1

24. Muhammad Iqbal, Dr. Allama, "Kaliyat-e-Iqbal, Urdu", p. Iqbal, Urdu", p: 41

25. Haidari, Akbar, "Kalam Iqbal, Nadrowanayab Risalon Ke Aane Mein", (Srinagar: Jammu and Kashmir Academy of Art Culture and Languages, 2001), p: 12

26. Ibid: 22

27. Sheikh, Attaullah, Compiled, "Iqbal Nama M", Jamuah Makateeb-e-Iqbal, One Volume, (Lahore: Iqbal Academy, Pakistan, 2012), p: 113

28. Tamdan, Delhi, Issue 1, Volume 1, April 1911

29. Naqosh, Adabi Muarke No. 2, Lahore, Issue, 127, September 1981, p: 213

30. Saber, Ayub, Dr., "Kalam Iqbal Par Fani Objektat Ek Besaj", (Islamabad: Purab Academy, Islamabad, March 2010), p: 120

31. Javed Iqbal, Dr., "Zinda Rood", p: 286-289

32. Sheikh, Attaullah, "Iqbal Nameh" Collection of Maktab-e-Iqbal, p. 99

33. Saber, Ayub, Dr., "Objections to Iqbal's Understanding of Islam: A Study", (Lahore: Iqbal Academy, Lahore, 1916), p. 419-433

34. Naqosh, Adabi Muareke No. 2, p. 213

35. Zulfiqar, Ghulam Hussain, Dr., author and translator, "Pakistan from Concept to Reality", (Lahore: Bazm-e-Iqbal, Lahore, August 1997), p. 13. 28

36. Muhammad Iqbal, Dr., "Kaliyat-e-Iqbal, Urdu", p. 130

37. Urdu, Iqbal No., Delhi, Issue October 1938, p. 366

38. Khokhar, Ziaullah, Compiled, Special Issues of Monthly Magazines, Abdul Majeed Khokhar Library Gujranwala, 2006, p. 52

39. Also p. 61

40. Qaumi Zaban, Monthly Magazine, Karachi, Issue 7, Volume 69, July 1997, p. 59-60

41. Anwar Sadid, Dr., "The History of Literary Magazines in Pakistan", p. 73-74

42. Haidri, Akbar, "New Corners of Iqbaliyat", (Delhi: Prince Art Printers, New, 2006), p. 199

43. Nakhush, Muhammad Tufail No. Volume II, Lahore, Issue 135, July 1987, p. 1077

44. Al-Ilam, Karachi, Issue No. 3, Volume 9, April-June 1960, p. 95